AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سوال کی اہمیت اور اس کے علمی وروحانی پہلو: قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

The Importance of Questioning and Its Intellectual and Spiritual Dimensions: A Research Study in the Light of the Qur'an and Hadith

* **برہان الدین:** ایم فل سکالر علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

* **ڈاکٹر احمد عبد الرحمن:** لیکچرار کلیہ علوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

This article explores the noble and spiritually elevating concept of attaining the love of Allah, as described in the Qur'an and Hadith. It highlights the qualities, actions, and states of heart that make a believer worthy of divine love, such as sincerity, humility, patience, repentance, and reliance upon Allah. Drawing from authentic Islamic sources, this study aims to inspire readers to adopt a life aligned with the traits beloved to Allah. By understanding who truly deserves Allah's love, believers are encouraged to purify their intentions, strengthen their faith, and cultivate a deeper relationship with their Creator. This reflection not only serves as a spiritual guide but also as a means of self-evaluation and motivation toward righteous living .

***Keywords**: Inquiry, Knowledge, Reflection, Faith, Guidance*

تعارف:

اسلام ایک ایسا دین ہے جو عقل، علم اور شعور کو بے حد اہمیت دیتا ہے۔ انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت اسی لیے عطا کی گئی ہے کہ وہ سوچنے، سمجھنے اور سوال کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سوال کرنا انسان کی فطری جبلت ہے، جس کے ذریعے وہ حقیقت تک رسائی حاصل کرتا ہے اور علم کے مختلف دروازے کھولتا ہے۔ اسلام میں سوال کو محض علمی عمل نہیں بلکہ معرفتِ الٰہی تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت میں سوال کی اہمیت پر واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1]

اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اسلام میں سوال کرنا لاعلمی کی علامت نہیں بلکہ علم کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جو شخص سوال نہیں کرتا، وہ علم کی روشنی سے محروم رہتا ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر مختلف اقوام اور انبیائے کرامؑ کے سوالات کا ذکر کیا گیا ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ سوال علم کی جستجو اور یقین کی پختگی کا ذریعہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں بھی سوال کی بڑی اہمیت ملتی ہے۔ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے دینی، اخلاقی اور عملی امور کے بارے میں سوالات کرتے اور آپ ﷺ نہایت شفقت وحکمت کے ساتھ ان کے جوابات دیتے۔

---

[1] النحل: 43

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سوال کرنا انسان کو فکری جمود سے نکالتا ہے اور اس کے اندر تحقیق و تدبر کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ جب انسان سوال کرتا ہے تو وہ اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے، اور یہی عاجزی اسے علم اور بصیرت کے قریب کرتی ہے۔ سوال دراصل علم کی بنیاد اور معرفت کا پہلا زینہ ہے۔

اسلامی تعلیمات میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ سوال ادب و اخلاص کے ساتھ کیا جائے۔ مقصد محض بحث یا اعتراض نہ ہو بلکہ سیکھنے اور سمجھنے کا جذبہ ہو۔ جب سوال خلوص نیت سے کیا جائے تو وہ علم کے دروازے کھول دیتا ہے اور انسان کو ہدایت کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

یوں اسلام میں سوال کی اہمیت صرف علم کے دائرے تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمان، تربیت اور فہمِ دین کے فروغ کا بنیادی ذریعہ ہے۔ مسلمان معاشروں کی فکری ترقی اسی وقت ممکن ہے جب سوال کرنے اور علم حاصل کرنے کی اسلامی روایت کو زندہ رکھا جائے۔ جدید دور میں جب علم کے نئے میدان سامنے آرہے ہیں، سوال کرنے کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ مسلمان نوجوانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں سوال کرنے کے مثبت انداز کو اپنائیں، تاکہ ان کی علمی، فکری اور روحانی تربیت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو سکے۔

سوال عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ تین حروف ہیں: س، ؤ، ل۔ علم صرف کی قواعد کی رو سے اس کو مہموز العین کہا جاتا ہے۔ **السؤل** بھی مستعمل ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ[1]۔

اردو زبان میں بغیر ہمزہ کے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

سؤال کا لغوی معنی

لغت میں سوال کئی معانی کے لئے آتا ہے۔ جو ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:

ما يسأله الإنسان[2]

یعنی انسان جو بھی مانگتا ہے یا پوچھتا ہے۔

ما يُطلب من طالب العلم الإجابة عنه في الامتحان [3]

"سوال وہ ہوتا ہے جو طالب علم سے امتحان میں پوچھا جاتا ہے"۔

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:

استدعاء المعرفة او ما يؤدي الى المعرفة، واستدعاء المال او ما يؤدي الى المال[4]

سوال کا معنی ہے کسی چیز کی معرفت حاصل کرنا یا مال کو طلب کرنا۔

تاج العروس میں علامہ مرتضی زبیدی نے لکھا ہے:

السؤل الحاجة التي تحرص عليها النفس [5]

"یعنی سوال وہ حاجت ہے جو دل میں پیدا ہو"۔

---

[1] طٰہٰ 20:36

[2] "السؤال". الرازي، محمد بن أبي بكر. مختار الصحاح. دار النشر اللغة العربية، 2018. ص258.

[3] "السؤال".إبراهيم مصطفى، أحمد الزيات، وحامد عبد القادر. بيروت:دار النشر اللغة العربية، 2018. ص427.

[4] "استدعاء". الراغب الأصفهاني. حسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن. بيروت:دار النشر اللغة العربية، 2018ء. ص265، 266-

[5] "السؤال". الزبيدي، سيد مرتضى محمد بن محمد. تاج العروس من جواهر القاموس. الكويت: التراث العربي، 1997. ج29 ص240.

خلاصہ یہ ہے کہ سوال کے لئے عربی زبان میں السؤال اور السؤل دونوں طرح کے الفاظ مستعمل ہیں۔ جو مختلف معانی کے لئے آتا ہے، جیسے مانگنا، طلب کرنا، التجا کرنا، سوال پوچھنا، درخواست کرنا وغیرہ

جب یہ معلوم ہوا کہ سوال مختلف معانی کے لئے آتا ہے تو یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہاں پر سوال کون سے معنی میں مستعمل ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ قرینہ سے معلوم ہو گا کہ سوال کس معنی میں مستعمل ہے۔ اس اعتبار سے سوال کے مختلف قسمیں بنتے ہیں۔ جن میں سے چند ذکر کئے جاتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں سوال کی ترغیب

قرآنِ مجید میں علم و فہم کے حصول کے لیے سوال کرنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا فرمایا تاکہ وہ غور و فکر کرے، سوال کرے اور حق تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اس بات کا حکم دیا کہ اگر وہ کسی بات کو نہیں جانتے تو اہلِ علم سے دریافت کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سوال جاننے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے:

فَسْـَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1]

"پس اہل علم سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں معلوم نہ ہو"۔

یہ آیت سوال کرنے کی فضیلت اور ضرورت دونوں کو واضح کرتی ہے۔ اسلام میں علم و ہدایت کا راستہ سوال کے دروازے سے ہی کھلتا ہے۔ جو شخص سوال نہیں کرتا، وہ علم و شعور سے محروم رہتا ہے۔

سوال کبھی مانگنے کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے:

وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ[2]

اور مانگو وہ جو تم نے خرچ کیا۔

سوال دعا مانگنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے:

قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ[3]

اے موسیٰ! آپ کو دیا گیا جو آپ نے مانگا۔

سوال کبھی زجر کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ[4]

اور جب زندہ در گور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔

سوال کسی شخص یا کسی اور چیز کی معرفت کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ[5]

1 النحل 16: 43
2 الممتحنۃ 60: 10
3 طٰہٰ 20: 36
4 التکویر 81: 8
5 الکہف 18: 83

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کم قدر آدمی کا بلند رتبہ سے دریافت اور مطالبہ کرنا بھی سوال میں شامل ہے۔

قرآن مجید میں انبیائے کرامؑ کے سوالات بھی مذکور ہیں جو یقین میں اضافے اور معرفتِ الٰہی کے حصول کے لیے کیے گئے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کا سوال کہ:

رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى[1]

"اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔"

یہ سوال شک یا انکار پر مبنی نہیں تھا بلکہ ایمان کی مزید پختگی اور بصیرت کے لیے تھا۔ اسی طرح قرآن میں بنی اسرائیل کے سوالات، فرشتوں کے سوالات اور دیگر مقامات پر مکالماتی انداز اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام میں سوال فہم وادراک کی بنیاد ہے۔ قرآنِ مجید میں یہ واضح اصول دیا گیا ہے کہ سوال علم کے دروازے کھولتا ہے، اور علم وہ روشنی ہے جو انسان کو جہالت و گمراہی سے نجات دیتی ہے۔ اس لیے اسلام نے سوال کو علم ویقین کی پہلی سیڑھی قرار دیا ہے۔

طلب الأدنى من الأعلى[2]۔

کبھی ذمہ داری کے لئے بھی سوال کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ[3]

اور آپ سے جہنمیوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں سوال کی اہمیت

اسلام ایک ایسا دین ہے جو علم، فہم اور شعور کو بنیاد بنا کر انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات میں سوال کے عمل کو علم کے حصول اور دینی بصیرت کے لیے نہایت اہم قرار دیا۔ آپ ﷺ کی پوری حیاتِ مبارکہ میں تعلیم و تعلم کا عمل سوال وجواب کے ذریعے جاری رہا۔ احادیثِ مبارکہ میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ سوال کرنا جہالت کا علاج ہے اور علم کی روشنی پانے کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِفَقَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ. فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ، فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا، فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَى عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ"[4]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟

---

[1] البقرة 2:260
[2] "السؤال". جرجاني، علي بن محمد. التعريفات. مصر: المكتبة التوفيقية، 2019. ص102۔
[3] البقرة 2 : 119
[4] ابو داود، سليمان بن أشعث سبحستانی ،السنن،بیروت، لبنان: دار الفكر، 1414ھ،كتاب الطهارة، باب في المجروح يتيمم،رقم الحديث:336

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مر گیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا (یہ شک موسیٰ کو ہوا ہے)، پھر اس پر مسح کر لیتا اور اپنے باقی جسم کو دھو ڈالتا"۔

یہ حدیث سوال کی بنیادی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ انسان اگر خاموشی اور غفلت میں رہے تو وہ لاعلمی کے اندھیروں میں بھٹکتا رہتا ہے، لیکن جب وہ سوال کرتا ہے تو علم کی روشنی حاصل کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ صحابہ کرامؓ کو سوال کرنے کی ترغیب دی اور انہیں کسی بات کے پوچھنے پر ملامت نہیں فرمائی۔ بلکہ آپ ﷺ نے سوالات کو تعلیم و تربیت کا مؤثر ذریعہ بنایا۔

نبی اکرم ﷺ کا طرزِ تعلیم بنیادی طور پر مکالماتی تھا۔ آپ ﷺ اپنے خطبات اور تعلیمات کے دوران اکثر سوالات کرتے تاکہ سامعین کی توجہ مرکوز ہو جائے اور وہ غور و فکر کے ذریعے بات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ سے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ، فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ "[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟" صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی سازوسامان۔ آپ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس نے اس کو گالی دی ہو گی، اس پر بہتان لگایا ہو گا، اس کا مال کھایا ہو گا، اس کا خون بہایا ہو گا اور اس کو مارا ہو گا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

یہ طرزِ سوال و جواب نبی ﷺ کی تعلیمات کا امتیازی وصف تھا۔ آپ ﷺ سوال کے ذریعے مخاطب کے ذہن کو متحرک کرتے اور اسے غور و فکر پر آمادہ فرماتے۔ اس انداز نے تعلیم کو صرف معلوماتی نہیں بلکہ فکری و روحانی تربیت کا ذریعہ بنا دیا۔ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں صحابہ کرامؓ سوالات کرنے میں نہایت سرگرم تھے۔ وہ عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت کے بارے میں دریافت کرتے۔ آپ ﷺ نے ان کے ہر سوال کو احترام سے سنا اور تفصیلی وضاحت کے ساتھ جواب دیا۔ ایک شخص نے پوچھا:

[1] مسلم، ابن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری ،الصحیح،بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی،کتاب البر والصلة والآداب،رقم الحدیث: 6579

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَفْضَلُ الأَعْمَالِ، أَوِ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ"[1]

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: "سب سے افضل اعمال (یا عمل) وقت پر نماز پڑھنا اور والدین سے حسن سلوک کرنا ہیں۔

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال محض تجسس یا بحث کا ذریعہ نہیں تھا بلکہ ایمان، عمل اور اخلاق کی تربیت کا وسیلہ تھا۔ نبی ﷺ نے کبھی کسی سوال کو بے کار نہیں سمجھا، بلکہ ہر سوال کو علم و عمل کی سمت موڑ دیا۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں سوال کی ترغیب صرف مردوں تک محدود نہیں تھی، خواتین بھی سوال کرتی تھیں اور نبی ﷺ ان کے سوالات کا نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، اور دیگر صحابیاتؓ سے متعدد روایات منقول ہیں جن میں انہوں نے دین کے مختلف مسائل کے بارے میں سوالات کیے۔ نبی ﷺ نے ان کے سوالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے ذریعے امت کی خواتین کے لیے دینی رہنمائی فراہم کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال کرنا اسلامی معاشرت میں ہر فرد کا حق ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

نبی اکرم ﷺ نے سوالات کے آداب بھی سکھائے تاکہ علم کا عمل منظم اور باوقار رہے۔ آپ ﷺ نے ایسے سوالات سے منع فرمایا جو فتنہ پیدا کریں یا محض بلاضرورت ہوں۔ بنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِهْزَاءً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي وَيَقُولُ الرَّجُلُ: تَضِلُّ نَاقَتُهُ، أَيْنَ نَاقَتِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ سورة المائدة آية 101 حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا"[2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاقاً سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہو گی؟ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی «يا أيها الذين آمنوا لا تسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم» کہ "اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے۔" یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

اس ہدایت کا مقصد یہ ہے کہ سوال علم کے حصول کے لیے ہو، نہ کہ جھگڑنے یا آزمائش پیدا کرنے کے لیے۔

سوال کے اس مثبت تصور نے امتِ مسلمہ کے علمی و فکری نظام کو جِلا بخشی۔ مدارس، مکاتب اور علمی محافل میں سوال و جواب کی روایت نے تحقیق و تدبر کی راہیں کھول دیں۔ یہی طرزِ تعلیم بعد میں اسلامی علمی روایت کی بنیاد بنا جس نے فلسفہ، فقہ، تفسیر اور حدیث جیسے علوم کو وسعت بخشی۔ نبی

[1] صحيح مسلم،كتاب الإيمان،رقم الحديث: 256
[2] بخاری، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراہيم بن مغيره ،بيروت، لبنان: دار الكتب العلميہ، دارا لفكر،كتاب تفسير القرآن،رقم الحديث: 4622

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کریم ﷺ کے فرامین اور طرزِ عمل سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سوال علم کا سرچشمہ ہے، اور سوال کرنے والا دراصل ہدایت کے راستے پر گامزن ہوتا ہے۔ سوال وہ کلید ہے جو شعور کے دروازے کھولتی ہے اور جہالت کے اندھیروں کو مٹا دیتی ہے۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں سوال کی اہمیت کو محض نظری سطح پر نہیں بلکہ عملی تربیت کے ذریعے اجاگر کیا گیا۔ نبی ﷺ نے تعلیمِ دین کو ایک مکالماتی اور فکری نظام میں تبدیل کیا، جس سے علم زندہ، متحرک اور مقصدی بن گیا۔

پس، اسلام میں سوال کا مفہوم صرف معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ یہ ایمان، عمل، اخلاق اور بصیرت کا راستہ ہے۔ احادیثِ نبوی ﷺ اس امر کی گواہی دیتی ہیں کہ سوال کا عمل انسان کو شعور، یقین اور ہدایت کی منزل تک پہنچاتا ہے، اور یہی تعلیمات امتِ مسلمہ کے فکری احیاء اور علمی ترقی کی بنیاد ہیں۔

سوال کا اخلاقی و تربیتی پہلو

اسلام میں سوال کو صرف علمی یا معلوماتی عمل نہیں سمجھا گیا بلکہ اسے ایک اخلاقی و تربیتی عمل بھی قرار دیا گیا ہے۔ سوال دراصل انسان کے اندر موجود علم کی پیاس، عاجزی، اور سیکھنے کے جذبے کی علامت ہے۔ ایک باشعور اور مہذب انسان ہمیشہ سوال کے ذریعے اپنی لاعلمی کو دور کرتا ہے اور بہتر عمل کی طرف بڑھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِفَقَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ. فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ، فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا، فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَى عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ"[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مر گیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا (یہ شک موسیٰ کو ہوا ہے)، پھر اس پر مسح کر لیتا اور اپنے باقی جسم کو دھو ڈالتا"۔

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ سوال ایک تربیتی عمل ہے جو انسان کو جہالت، غرور، اور جمود سے نکال کر علم، شعور، اور عمل کی روشنی میں لے آتا ہے۔ جو شخص سوال کرنے سے گھبراتا ہے، وہ دراصل اپنی ترقی کے دروازے خود بند کر لیتا ہے، جبکہ جو سوال کرتا ہے وہ علم و اخلاق دونوں میں بلند مقام حاصل کرتا ہے۔

[1] سنن ابو داؤد،کتاب الطہارۃ، باب في المجروح يتيمم،رقم الحديث:336

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1۔عاجزی اور انکساری کی تربیت:

سوال کرنا اس بات کی علامت ہے کہ انسان اپنی لاعلمی کا اعتراف کر رہا ہے۔ یہ اعتراف خود تکبر کے خاتمے اور عاجزی کے فروغ کا ذریعہ ہے۔ اسلام میں علم و تربیت کی بنیاد ہی عاجزی پر ہے۔ جو شخص سوال کے ذریعے سیکھنے کی کوشش کرتا ہے، وہ اپنے اندر انکساری پیدا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ بڑے ادب کے ساتھ سوال کرتے اور جواب سنتے۔ ان کے اس طرزِ عمل نے امت کے لیے اخلاقی تربیت کا ایک مثالی نمونہ قائم کیا۔

2۔علم و عمل کا باہمی تعلق:

اسلام میں سوال محض نظری علم تک محدود نہیں بلکہ عمل سے جڑا ہوا ہے۔ ایک سچا سوال وہ ہوتا ہے جو عمل کی راہ دکھائے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ جب سوال کرتے تو ان کا مقصد صرف جاننا نہیں ہوتا تھا بلکہ عمل کے لیے رہنمائی لینا ہوتا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سوال کا مقصد علم حاصل کرنا ہونا چاہیے، نہ کہ بحث، اعتراض یا فتنہ۔ اخلاقی تربیت کا تقاضا یہ ہے کہ سوال مہذب انداز میں اور مناسب موقع پر کیا جائے۔

3۔فکری تربیت اور شعور کی بیداری:

سوال انسان کو سوچنے پر آمادہ کرتا ہے۔ جب انسان سوال کرتا ہے، تو وہ اپنی عقل کو حرکت دیتا ہے اور غور و فکر کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ یہی عمل فکری تربیت کی بنیاد ہے۔ قرآنِ مجید میں بار بار غور و فکر، تدبر اور سوال کے ذریعے حقیقت تک پہنچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ سوال دراصل علم کے دروازے کی چابی ہے، جو انسان کو سستِ فکری سے نکال کر شعور و بصیرت کی راہ دکھاتا ہے۔

4۔باہمی احترام اور سماجی تربیت:

سوال کا ایک پہلو معاشرتی تربیت سے بھی جڑا ہے۔ جب کوئی شخص علم والے سے سوال کرتا ہے، تو اس کے ذریعے باہمی تعلقات میں احترام اور محبت بڑھتی ہے۔ سوال کرنے والا طالبِ علم بنتا ہے اور جواب دینے والا معلم، جو دونوں کے کردار کو بلند کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ"[1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو علم حاصل کرنے کے ارادہ سے کہیں جائے، تو اللہ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان (وہموار) کر دیتا ہے۔

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ سوال اور علم کا عمل فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔

5۔اصلاحِ نیت اور سچائی کی تربیت:

سوال ہمیشہ نیک نیت اور سچائی پر مبنی ہونا چاہیے۔ اگر سوال محض طنز، تکرار یا آزمائش کے لیے ہو تو وہ اخلاقی اعتبار سے غلط ہے۔ نبی ﷺ نے ایسے سوالات سے منع فرمایا جن سے کسی کا دل دکھے یا فتنہ پیدا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کا مقصد اصلاح، سیکھنا اور خیر خواہی ہونا

[1] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی، بیروت لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، 1412ء،کتاب العلم عن رسول اللہ،رقم الحدیث: 2646

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

چاہیے۔ سوال کا عمل صرف علمی جستجو نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا حصہ ہے۔ اسلام نے سوال کو علم و یقین کی بنیاد بنایا اور اس کے ذریعے انسان کے کردار کی اصلاح کا راستہ دکھایا۔ جو شخص ادب، خلوص، اور نیک نیت کے ساتھ سوال کرتا ہے، وہ علم کے ساتھ ساتھ اخلاقی بلندی بھی حاصل کرتا ہے۔ سوال انسان کو متواضع، باادب اور شعورِ عمل والا بناتا ہے۔ یہی وہ پہلو ہے جو اسلام کے تربیتی نظام کو دوسرے تمام نظاموں سے ممتاز بناتا ہے۔

اسلامی تعلیم و تربیت میں سوال کا کردار

اسلامی نظامِ تعلیم و تربیت میں سوال کو ایک بنیادی اور فعال عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام نے علم کو عبادت کا درجہ دیا ہے اور اس علم کے حصول میں سوال کو پہلا قدم قرار دیا ہے۔ سوال دراصل علم و بصیرت کی کنجی ہے جو انسان کے ذہن کو روشن کرتی ہے، سوچنے کی صلاحیت کو بیدار کرتی ہے اور فہمِ دین کے دروازے کھولتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم و تربیت کا جو طریقہ اختیار فرمایا وہ مکالمے، سوال اور جواب پر مبنی تھا، تاکہ طالب علم محض سننے والا نہ رہے بلکہ سوچنے، غور کرنے اور سمجھنے والا بن جائے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَسْــٴَـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1]

"پس اہل علم سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں معلوم نہ ہو"۔

یہ آیتِ مبارکہ اسلامی تعلیم کے اصولِ اساس کو بیان کرتی ہے کہ سوال علم کے حصول کی بنیاد ہے۔ سوال کے ذریعے جہالت دور ہوتی ہے، اور علم کا نور دل و دماغ کو منور کرتا ہے۔ یہ اصول اس بات کا اعلان ہے کہ اسلام میں علم صرف سننے اور حفظ کرنے کا نام نہیں بلکہ سمجھنے، غور کرنے اور سیکھنے کا عمل ہے، اور یہ عمل سوال کے ذریعے ہی پروان چڑھتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا تعلیمی اسلوب

رسول اللہ ﷺ کا اندازِ تعلیم دنیا کے تمام معلمین کے لیے ایک نمونہ ہے۔ آپ ﷺ اپنے شاگردوں یعنی صحابہ کرامؓ کو سوال کرنے کی ترغیب دیتے اور ان کے سوالات کو نہ صرف خوشی سے سنتے بلکہ ان کے جوابات اس انداز میں دیتے کہ وہ ان کے ذہنوں میں گہرائی تک اثر کرتے۔ کئی مرتبہ آپ ﷺ خود بھی سوال کرتے تاکہ ان کے ذہنوں کو بیدار کریں اور ان میں سوچنے کی عادت پیدا کریں۔ مثلاً ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"وَعَن معَاذ رَضِي الله عَنهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم على حمَار يُقَال لَهُ عفير فَقَالَ يَا معَاذ هَل تَدْرِي حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا"[2]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف پالان کی ایک لکڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں

[1] النحل 16: 43

[2] خطیب تبریزی، ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ،مشکوٰۃ المصابیح بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ ،کتاب الإیمان،رقم الحدیث: 24

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پر کیا حق ہے؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرتا ہو۔" میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انہیں بشارت نہ دو ورنہ وہ (اس بات پر) توکل کر لیں گے۔

یہ طرزِ تعلیم اس بات کی بہترین مثال ہے کہ نبی ﷺ نے سوال کے ذریعے ذہنی تربیت اور دینی شعور پیدا کیا۔ اس اندازِ تعلیم نے صحابہ کرامؓ کو صرف علم ہی نہیں دیا بلکہ انہیں عملی زندگی میں علم کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی سکھایا۔

اسلامی تربیت میں سوال کا اخلاقی و روحانی کردار

اسلامی تربیت کا مقصد محض معلومات دینا نہیں بلکہ انسان کے کردار، نیت، اخلاق اور اعمال کی اصلاح کرنا ہے۔ سوال اس تربیتی عمل کا لازمی حصہ ہے۔ سوال انسان کو غور و فکر پر مجبور کرتا ہے، اسے عاجزی سکھاتا ہے، اور اس کے اندر علم کی طلب کو مضبوط کرتا ہے۔ سوال کرنے والا ہمیشہ سیکھنے والا ہوتا ہے، اور سیکھنے والا ہمیشہ متواضع اور بااخلاق ہوتا ہے۔ سوال محض علم کا ذریعہ نہیں بلکہ اخلاقی تربیت اور روحانی ترقی کا زینہ ہے۔
اسلام میں عالم اور متعلم کے درمیان تعلق ادب، احترام اور سوال کے ذریعے قائم رہتا ہے۔ سوال کرنے والا شاگرد استاد کے سامنے اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتا ہے، جو اخلاقی تربیت کی بہترین علامت ہے۔

قرآن میں سوال کے تعلیمی پہلو

قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر سوالات کے ذریعے تعلیم و تربیت کا عمل جاری رکھا گیا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ خود سوال کے انداز میں انسان کو غور و فکر پر آمادہ کرتا ہے، جیسے فرمایا:

أَفَلَا يَعْقِلُونَ؟ أَفَلَا يَتَفَكَّرُونَ؟ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ؟

کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟ کیا وہ غور نہیں کرتے؟ کیا وہ نصیحت نہیں لیتے؟

یہ سب سوالی انداز دراصل تعلیمی اور فکری بیداری کے اسلوب ہیں۔ ان سوالات کا مقصد محض معلومات دینا نہیں بلکہ انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی تربیت دینا ہے۔ قرآن مجید میں سوال کا یہی کردار اسلامی نظامِ تعلیم میں تدبر، تحقیق، اور اجتہاد کی بنیاد بنتا ہے۔

سوال اور تعلیمی مکالمہ

اسلامی تعلیم میں "مکالمہ" یعنی دو طرفہ علمی گفتگو ہمیشہ سے ایک مؤثر ذریعہ رہا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ جو علمی ماحول قائم کیا، وہ سوال و جواب اور بحث و فہم پر مبنی تھا۔ یہی طرزِ تعلیم بعد میں درس و تدریس کے اسلامی اصول کی بنیاد بنا۔ امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور دیگر ائمہ کرام کے مدارس میں شاگردوں کو سوال کرنے کی پوری آزادی تھی۔ وہ اپنے اساتذہ سے دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ بات کرتے اور ہر علمی مسئلے پر غور و فکر کیا جاتا۔

اسلامی نظامِ تعلیم میں سوال کی جدید معنویت

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آج کے جدید تعلیمی نظام میں سوال اور تحقیق کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن اسلام نے یہ اصول چودہ سو سال پہلے ہی قائم کر دیا تھا۔ جدید تعلیمی نظریات جیسے Critical Thinking, Inquiry-based Learning, اور Active Learning، سب اسی اسلامی اصول سے جڑے ہیں کہ سوال کے بغیر علم مکمل نہیں ہوتا۔ اسلامی تربیت میں سوال انسان کو محض عالم نہیں بلکہ باشعور، باعمل اور باکردار فرد بناتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں جب سوال کرنے کی روایت زندہ رہتی ہے تو وہاں فکری بیداری، سچائی، تحقیق اور ترقی پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ روایت ختم ہو جائے تو جمود، تقلید اور فکری اندھیرا چھا جاتا ہے۔

اسلامی تعلیم و تربیت میں سوال کا کردار بنیادی اور ہمہ گیر ہے۔ سوال علم کی بنیاد، عمل کی رہنمائی، اخلاق کی تربیت، اور روحانیت کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ، قرآنِ کریم کی تعلیمات، اور ائمہ کرام کے علمی طرزِ عمل سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سوال کے بغیر علم نامکمل ہے۔ سوال انسان کے اندر غور و فکر پیدا کرتا ہے، یقین کو مضبوط کرتا ہے اور اسے حق تک پہنچنے کا اہل بناتا ہے۔ اس لیے اسلامی نظامِ تعلیم میں سوال محض سیکھنے کا طریقہ نہیں بلکہ تربیتِ نفس اور تشکیلِ کردار کا ایک روحانی عمل ہے۔ مسلمان معاشرے کی فکری و علمی ترقی اسی وقت ممکن ہے جب سوال، تحقیق اور علم کی طلب کو دین کے اصل جذبے کے ساتھ زندہ رکھا جائے۔

سوال اور یقینِ ایمانی کا تعلق

اسلامی تعلیمات میں سوال صرف علم کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ یقینِ ایمانی کے استحکام کا ایک مؤثر وسیلہ بھی ہے۔ سوال انسان کی فطرت میں ودیعت کردہ جستجو، تجسس اور حقیقت کی تلاش کی علامت ہے۔ جب انسان کسی بات کے بارے میں سوال کرتا ہے تو دراصل وہ اپنے دل میں یقین اور اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ یہی عمل انسان کو شک سے یقین، ظن سے علم، اور علم سے ایمان کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اسلام نے سوال کو ممنوع نہیں قرار دیا بلکہ اسے علم و ایمان کے راستے کی روشنی قرار دیا ہے۔

قرآنِ مجید نے کئی مقامات پر سوال کو یقینِ ایمانی کے استحکام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ سب سے خوبصورت مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي[1]

اور جب ابراہیم نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟ فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ کہا: کیوں نہیں، مگر (میں چاہتا ہوں) کہ میرا دل اطمینان پا جائے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ سوال ایمان کی کمزوری کی دلیل نہیں بلکہ یقین کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ ایمان لانے کے بعد سوال کرتے ہیں تاکہ ان کا ایمان مشاہدے اور تجربے کے درجے تک پہنچ جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال علم کے ساتھ ساتھ ایمان کے ارتقا میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

سوال یقین کو کمزور نہیں بلکہ مضبوط کرتا ہے

[1] البقرہ: 260

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامی تعلیمات میں شک یا سوال کو گناہ نہیں سمجھا گیا بلکہ اسے یقین کے راستے کا ایک مرحلہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے صحابہ کو سوال کرنے کی ترغیب دی تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو۔ آپ ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ مختلف دینی، روحانی اور عملی امور کے بارے میں بار بار سوال کرتے تھے، اور آپ ﷺ نہ صرف ان کے سوالوں کا جواب دیتے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔

ایمان، عقل اور سوال کا تعلق

اسلام نے ایمان کو اندھی تقلید پر مبنی نہیں رکھا بلکہ علم و عقل پر مبنی ایمان کی دعوت دی۔ قرآن میں بار بار غور و فکر، تدبر، اور سوال کے انداز میں انسان کو دعوتِ ایمان دی گئی ہے۔

أَفَلَا يَعْقِلُونَ؟ (کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے؟)

أَفَلَا يَتَفَكَّرُونَ؟ (کیا وہ غور و فکر نہیں کرتے؟)

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ؟ (کیا وہ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟)

یہ تمام سوالی انداز انسان کو فکری سطح پر ایمان کی حقیقت تک پہنچانے کے ذرائع ہیں۔ سوال کے بغیر ایمان صرف تقلیدی رہ جاتا ہے، جبکہ سوال ایمان کو عقلی و قلبی اطمینان کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں "یقین" کو عقل و علم کے ساتھ جوڑا گیا ہے، تاکہ مومن کا ایمان محض روایت پر نہیں بلکہ شعور، علم اور بصیرت پر قائم ہو۔

سوال، تحقیق اور یقین کی منازل

اسلامی فکر میں ایمان کی تین منازل بیان کی گئی ہیں:

علم الیقین — علم کے ذریعے یقین حاصل کرنا۔

عین الیقین — مشاہدے کے ذریعے یقین حاصل کرنا۔

حق الیقین — تجربے اور روحانی بصیرت کے ذریعے یقین حاصل کرنا۔

یہ تینوں مراحل سوال اور تحقیق سے گزرتے ہیں۔ سب سے پہلے انسان سوال کرتا ہے، پھر علم حاصل کرتا ہے، پھر غور و فکر اور تجربے سے گزرتا ہے، اور آخر میں اس کے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اسی ترتیب سے ایمان جڑ پکڑتا ہے اور یقینِ کامل میں تبدیل ہوتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سوال اور یقین کا تعلق نہایت گہرا ہے۔ سوال یقین کو کمزور نہیں بلکہ مضبوط بناتا ہے، بشرطیکہ وہ نیتِ خیر، ادب، اور علم کی طلب کے ساتھ کیا جائے۔ قرآن و سنت نے واضح کیا کہ ایمان صرف اندھی تقلید سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ علم، عقل، اور فہم کے ساتھ مضبوط ہوتا ہے۔ سوال اس فہم کا ذریعہ ہے جو انسان کو شک سے یقین، اور یقین سے ایمانِ کامل کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اسلامی تربیت کا مقصد ایسے باایمان انسان پیدا کرنا ہے جو شعوری طور پر ایمان لائے، علم و سوال کے ذریعے اپنی فکر کو پاک کرے، اور یقین کے ساتھ عملِ صالح کی راہ پر گامزن ہو۔ اسی علم و سوال کے امتزاج سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور انسان معرفتِ الٰہی کی اعلیٰ ترین منزل تک پہنچتا ہے۔

سوال کی حدود اور آداب

اسلام نے جہاں سوال کرنے کی ترغیب دی ہے وہاں اس کے لیے حدود و آداب بھی مقرر فرمائے ہیں، تاکہ سوال علم و ہدایت کا ذریعہ بنے نہ کہ فتنہ، بحث یا بے ادبی کا سبب۔

سوال اگر خلوص نیت، ادب اور صحیح نیت کے ساتھ کیا جائے تو یہ علم کا دروازہ کھولتا ہے، لیکن اگر اس میں تکبر، ضد یا تمسخر شامل ہو تو یہ جہالت اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں سوال کا مقصد صرف علم حاصل کرنا، شک دور کرنا اور فہمِ دین میں اضافہ کرنا ہونا چاہیے۔

قرآنِ کریم میں سوال کی حدود

قرآنِ مجید نے سوال کے آداب کو واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ[1]

اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو، جنہیں اگر تم پر ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں ناگوار گزریں گی۔

یہ آیت ایک اصولی رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ ہر سوال مفید نہیں ہوتا۔ بعض سوالات ایسے ہوتے ہیں جو انسان کو نقصان یا تکلیف میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

اس لیے اسلام نے سوال کے لیے اعتدال کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا یعنی وہ سوال کرو جو تمہارے علم، عمل، یا ایمان میں اضافہ کرے، لیکن ایسے سوالات سے پرہیز کرو جو بے فائدہ ہوں یا جن سے الجھن اور فتنہ پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں جب بعض لوگوں نے غیر ضروری اور حد سے زیادہ سوالات کرنا شروع کیے، تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ دین آسان ہے، اسے پیچیدہ سوالات سے مشکل نہ بناؤ۔

سوال کرنے والے کے لیے اخلاقی آداب

سوال صرف علم کے حصول یا اصلاحِ نفس کے لیے کیا جائے۔ اگر مقصد بحث یا مخالفت ہو تو سوال بیکار ہو جاتا ہے۔

سوال کرتے وقت استاد، عالم یا بزرگ کے سامنے ادب و احترام کا مظاہرہ ضروری ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ ادب سے سر جھکا کر سوال کرتے، آواز بلند نہیں کرتے تھے۔

سوال صاف، مختصر اور مقصدی ہونا چاہیے۔ غیر ضروری تفصیلات یا الجھن پیدا کرنے والے سوالات سے گریز کرنا چاہیے۔

ہر شخص کو اپنے فہم اور علم کے دائرے میں رہ کر سوال کرنا چاہیے۔ ایسے سوال جن کا مقصد آزمائش یا مذاق ہو، وہ گناہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

موجودہ دور میں سوال کے آداب کی ضرورت

آج کے علمی اور تعلیمی ماحول میں سوال کی آزادی کو ایک بنیادی حق سمجھا جاتا ہے، لیکن اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ سوال کے ساتھ احترام، نیتِ خیر، اور اخلاق لازم ہیں۔ جدید دور میں جب سوشل میڈیا اور علمی مباحثوں میں سوالات اکثر تنقید، طنز یا شہرت کے لیے کیے جاتے ہیں، تو اس سے علم کی روح متاثر ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیم ہمیں سکھاتی ہے کہ سوال ہمیشہ خیر کے لیے ہونا چاہیے، چاہے وہ کسی عالمِ دین سے ہو، یا کسی تعلیمی ادارے کے استاد سے۔ سوال وہی بابرکت ہے جو سیکھنے، سمجھنے، اور اصلاحِ نفس کے جذبے سے کیا جائے۔

---

[1] المائدہ: 101

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلام میں سوال علم کا دروازہ اور ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے، لیکن اس کے لیے آداب اور حدود ضروری ہیں۔ سوال کو علم و حکمت کے لیے استعمال کیا جائے، نہ کہ اعتراض یا فتنہ کے لیے۔ سوال کرتے وقت نیت خالص، انداز باادب، اور مقصد واضح ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طرزِ عمل سے یہ سبق ملتا ہے کہ سوال علم کی راہ روشن کرتا ہے، جبکہ بے جا سوالات گمراہی اور فتنہ کا سبب بنتے ہیں۔ لہٰذا، ایک مسلمان طالبِ علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ سوال کو علم و ایمان کے فروغ کے لیے استعمال کرے، اس کے آداب کو ملحوظ رکھے، اور اپنے اندر عاجزی، ادب اور اخلاص پیدا کرے۔ یہی آداب انسان کو سچے علم اور مضبوط ایمان تک پہنچاتے ہیں۔

نتائج البحث

قرآن و حدیث کی روشنی میں سوال کی اہمیت، اس کے اخلاقی، تربیتی اور فکری پہلوؤں کا جامع مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ سوال کرنا صرف علم حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ انسانی فکر و شعور کی بیداری، اخلاقی تربیت اور یقینِ ایمانی کی مضبوطی کا باعث ہے۔ قرآنِ مجید نے بارہا انسان کو غور و فکر، تدبر اور سوال کے ذریعے حق کی تلاش کی دعوت دی ہے۔ علم کے دروازے کھولتا ہے اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرتا ہے۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی سوال کو علم و فہم کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ سوال وہ ابتدائی قدم ہے جو انسان کو تحقیق، دریافت اور یقین کے مقام تک پہنچاتا ہے۔ اخلاقی و تربیتی لحاظ سے سوال انسان میں عاجزی، سچائی کی تلاش اور سننے و سمجھنے کا سلیقہ پیدا کرتا ہے۔

اسلامی تعلیم و تربیت میں سوال کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہی رویہ طلبہ میں تنقیدی سوچ، فہمِ دین اور عقل و استدلال کی قوت پیدا کرتا ہے۔ جدید دور میں بھی سوال کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے، کیونکہ سائنسی ترقی، فکری بیداری اور علمی ارتقاء سب سوال اور تحقیق ہی کے مرہونِ منت ہیں۔ اگر امتِ مسلمہ سوال اور تحقیق کی روایت کو دوبارہ زندہ کرے تو علمی و تہذیبی عروج دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ سوال انسان کی فکری آزادی، روحانی بالیدگی اور علمی ترقی کی بنیاد ہے، جسے اسلام نے ہمیشہ علم و ایمان کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا۔

سفارشات

1۔ دینی و عصری تعلیمی اداروں میں ایسا ماحول پیدا کیا جائے جہاں طلبہ کو سوال کرنے، بحث کرنے اور تحقیق کے مواقع میسر آئیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ سوال کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں نہ کہ انہیں جھجک یا خوف میں مبتلا کریں۔

2۔ قرآن و سنت میں سوال کی جو ترغیب دی گئی ہے، اسے نصابِ تعلیم میں شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو اسلامی بنیادوں پر سوال کی اہمیت کا شعور حاصل ہو۔

3۔ اساتذہ کے لیے تربیتی پروگرامز ترتیب دیے جائیں جن میں انہیں یہ سکھایا جائے کہ سوالات کو مثبت انداز میں کیسے لیا جائے اور طلبہ کی فکری رہنمائی کیسے کی جائے۔

4۔ مدارس، جامعات اور کالجز میں تحقیقی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے تاکہ نوجوان نسل میں جستجو اور علم کے حصول کی لگن پیدا ہو۔ سوالی ذہن رکھنے والے طلبہ ہی مستقبل کے محقق، مفکر اور قائد بن سکتے ہیں۔

5۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے سوالات کو سنجیدگی سے لیں اور انہیں غور و فکر کی طرف راغب کریں، کیونکہ یہی سوالی مزاج مستقبل میں علمی ترقی کا باعث بنتا ہے۔

6۔ مساجد، تعلیمی اداروں اور میڈیا میں ایسے علمی مکالمے اور پروگرام منعقد کیے جائیں جن میں قرآن وحدیث کے حوالے سے سوال وجواب کی روایت کو فروغ دیا جائے۔

7۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر سوال فائدہ مند نہیں ہوتا۔ ایسے سوالات سے اجتناب ضروری ہے جو فتنہ، الجھاؤ یا بد گمانی کا باعث بنیں۔ سوال ہمیشہ علم، یقین اور فہم میں اضافہ کے لیے ہونا چاہیے۔

8۔ جدید دور میں دینی و سائنسی علوم کو یکجا کر کے ایسا علمی نظام تشکیل دیا جائے جو قرآن کے "تفکر و تدبر" کے پیغام کے مطابق ہو، تاکہ مسلمان نوجوان علمی میدان میں رہنمائی کا کردار ادا کر سکیں۔

9۔ علمی و مذہبی ادارے "سوال کے آداب" پر علمی لیکچرز، ورکشاپس اور کتابوں کا اہتمام کریں تاکہ معاشرے میں تحقیق، ادب اور احترامِ علم کا رجحان پیدا ہو۔

10۔ مجموعی طور پر معاشرے میں یہ شعور اجاگر کیا جائے کہ سوال کمزوری یا لاعلمی کی علامت نہیں بلکہ علم و ترقی کی کنجی ہے، جسے اسلام نے ہمیشہ عزت اور وقار کے ساتھ پیش کیا ہے۔

کتابیات

1۔القرآن الکریم۔
2۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن إسماعيل بن إبراہيم بن مغيره ، بيروت، لبنان: دار الکتب العلميه، دارا لفکر۔
3۔ مسلم، ابن الحجاج ابو الحسن القشيری النيسابوری،الصحيح۔ بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربی۔
4۔ ترمذی، ابو عيسیٰ محمد بن عيسیٰ بن سوره بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ، بيروت، لبنان: مؤسسة الکتب الثقافيه، 1412ء۔
5۔ ابو داود، سليمان بن أشعث سبحستانی ، السنن. بيروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ / 1994ء۔
6۔ الزبيدي، سيد مرتضى محمد بن محمد. تاج العروس من جواهر القاموس. الكويت: التراث العربي، 1997ء۔
7۔ الراغب الأصفهاني. حسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن. بيروت:دار النشر اللغة العربية، 2018ء۔
8۔ إبراهيم مصطفى، أحمد الزيات، وحامد عبد القادر. بيروت:دار النشر اللغة العربية، 2018ء۔
9۔ الرازي، محمد بن أبي بكر. مختار الصحاح. دار النشر اللغة العربية، 2018ء۔
10۔ جرجاني، علي بن محمد. التعريفات. مصر: المكتبة التوفيقية، 2019ء۔